سوال

(46) ایام تشریق اورالوداعی طواف کے احکام

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایام تشریق اورالوداعی طواف کے احکام

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

عیدالاضحیٰ کے روز طواف افاضہ کرنے کے بعد واپس منی میں پہنچ جائیں منی میں رات گزارنا واجب ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی حاجی کو مکہ میں رات گزارنے کی اجازت نہیں دی تھی البتہ سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وجہ سے اجازت دی تھی کہ انھوں نے حجاج کرام کو پانی پلانا تھا۔"[1]

اگر حاجی کو جلدی نہ ہو تو وہ منیٰ میں تین راتیں گزارے۔ ذوالحجہ کی گیارہ اور بارہ تاریخ کی دوراتیں منیٰ میں گزارنا ضروری ہیں۔

منیٰ میں ہر نمازاپنےاپنے وقت پر قصر کر کے ادا کریں۔

ایام تشریق زوال کے بعد ہر روز تینوں جمرات کی رمی کریں۔ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"رمی رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجمرةَ یومَ النحرِ ضُحًی، وأمّا بعدُ فإذا زالتِ الشمسُ"

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس ذوالحجہ کو چاشت کے وقت رمی کی باقی دنوں میں زوال آفتاب کے بعد رمی کی۔"[2]

سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا ہے: "ہم رمی کے وقت کا انتظار کرتے جب زوال آفتاب ہوتا تب ہم جمرات کی رمی کرتے۔"[3] نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"لتأخذوا مناسککم"

"(مجھ سے) حج کے احکام سیکھو۔"[4]

ایام تشریق میں رمی کا وقت آفتاب کے ڈھل جانے سے شروع ہوتا ہے۔ اس سے پہلے رمی جائز نہیں۔ جس طرح وقت سے پہلے (بلا عذر) نماز ادا کرنا جائز نہیں کیونکہ عبادات توقیفی ہیں یعنی ان کی ادائیگی کے اوقات اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہیں۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رمی کرنے کی تفصیل یوں بیان فرماتے ہیں: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم طواف افاضہ کرنے کے بعد اسی دن واپس منی پہنچ گئے تھے وہاں رات بسر کی اگلا دن ہوا تو زوال آفتاب کا انتظار کرنے لگے جب آفتاب ڈھل گیا تو اپنے خیمے سے پیدل چلے اور جمرہ اولیٰ جو مسجد خیف کے قریب ہے کی طرف آئے ایک ایک کر کے اسے سات کنکریاں ماریں ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہتے پھر آگے بڑھے تشیب میں آئے۔ قبلہ کی طرف رخ کیا اور ہاتھ اٹھا کر سورۃ بقرہ کے بقدر طویل دعا کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمرہ وسطی پر پہنچے اسے بھی جمرہ اولیٰ کی طرح سات کنکریاں ماریں پھر بائیں جانب وادی کے قریب نشیب میں اترے۔ قبلہ رو ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی پھر تیسرے جمرے (جمرہ کبری) کو سات کنکریاں ماریں۔ رمی کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کو بائیں جانب اور منیٰ کو دائیں جانب رکھا۔" [5]

موصوف آگے لکھتے ہیں: "جب آپ نے تینوں جمرات کی رمی مکمل کرلی تو نہ تیسرے جمرے کے پاس ٹھہرے اور نہ دعا کی۔ شاید اس کا سبب یہ ہو کہ پہاڑ کی وجہ سے جگہ تنگ تھی یا اس میں یہ حکمت ہو کہ عموماً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا موقع و محل عبادت کے اندر ہوتا تھا نہ کہ فراغت پر چنانچہ جب جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماری گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمی والی عبادت سے فارغ ہوگئے اس لیے دعا نہ کی۔ اس کی مثال اسی طرح ہے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے اندر دعا مانگتے تھے فراغت پر نہیں۔" [6]

(یہ دوسری بات ہی درست معلوم ہوتی ہے۔)

تینوں جمرات کو بالترتیب کنکریاں مارنا ضروری ہے یعنی پہلے جمرہ اولیٰ پھر جمرہ وسطی اور پھر جمرہ عقبہ یعنی بڑے جمرے کی رمی کرے۔ ہر جمرے کو سات سات کنکریاں ماری جائیں۔

مریض عمر رسیدہ حاملہ عورت یا ایسا کمزور شخص جسے ہجوم میں کچلے جانے کا خوف ہو اگر یہ حضرات جمرات کی رمی کے لیے کسی شخص کو نائب بنالیں جوان کی طرف سے کنکریاں مارے تو جائز ہے۔

جب نائب جمرہ کے پاس جائے تو ایک ہی وقت اور ایک ہی جگہ پر کھڑے ہو کر پہلے اپنی پھر دوسرے کی کنکریاں مارے پھر دوسرے اور تیسرے جمرے پر اسی طرح کرے۔ یہ ضروری نہیں کہ پہلے تینوں جمرات کی رمی اپنی طرف سے کرے پھر دوسرے شخص کی طرف سے رمی کرنے کے لیے دوبارہ پہلے جمرے کے پاس جائے کیونکہ اس میں بھیڑ کی وجہ سے نہایت مشکل اور مشقت ہے۔ واللہ اعلم۔

بارہ ذوالحجہ کو تینوں جمرات کی رمی کر کے اگر کوئی جلد مکہ لوٹنا چاہے تو غروب آفتاب سے پہلے پہلے نکل جائے اور اگر کوئی تاخیر کرنا چاہیے تو تیرہ ذوالحجہ کی رات وہاں گزارے اور زوال آفتاب کے بعد تینوں جمروں کو کنکریاں مار کر منی سے مکہ مکرمہ واپس آجائے اور یہ افضل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَمَن تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَن تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ لِمَنِ اتَّقَىٰ... ۲۰۳ ...سورة البقرة

"پھر جس نے دو دنوں میں (منی سے مکے کی طرف واپسی میں) جلدی کی تو اس پر کوئی گناہ نہیں جو (ایک دن کے لیے) پیچھے رہ جائے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ وہ پرہیزگاری اختیار کرے۔" [7]

اگر بارہ ذوالحجہ کو منی سے نکلنے سے پہلے سورج غروب ہوگیا تو اس پر لازم ہے کہ وہ تیرا ذوالحجہ کی رات بھی وہیں گزارے اور اگلے روز زوال کے بعد رمی کر کے واپس لوٹے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں (يَوْمَيْنِ) کہا ہے تو یوم دن کہتے ہیں۔ اگر رات ہو جائے تو وہ (يَوْمَيْنِ) دو دن میں جلدی کرنے والا تو نہ ہوا۔

اگر کسی عورت کو حالت احرام باندھا پھر اسے حیض یا نفاس خون آگیا پھر اس نے احرام اختیار کرلی یا اس نے طہر کی حالت میں احرام باندھا پھر اسے حیض یا نفاس آگیا تو وہ حالت

احرام ہی میں رہے اور وہی کچھ کرے جو دوسرے حجاج کرام کریں گے یعنی عرفہ میں وقوف مزدلفہ میں شب بسری،جمرات کی رمی اور منیٰ میں قیام وغیرہ البتہ وہ بیت اللہ کا طواف اور صفا ومروہ کی وسعی تب تک نہ کرے جب تک حیض ونفاس سے پاک نہ ہوجائے۔

اگر اس نے طہر کی حالت میں طواف کرلیا پھر اسے حیض آگیا تو وہ صفا ومروہ کی سعی کرے۔ سعی کے لیے حیض یا نفاس مانع نہیں ہے کیونکہ سعی کے لیے طہارت کی شرط نہیں۔

جب حاجی مکہ مکرمہ میں تمام امور مکمل کرلے حتیٰ کہ اپنے شہر یا وطن کی طرف پلٹنے کی مکمل تیاری کرلے تو اس وقت تک مکہ سے نہ نکلے جب تک بیت اللہ کا (سات چکر لگا کر) طواف نہ کرلے مکہ مکرمہ میں حاجی اپنے آخری لمحات بھی بیت اللہ کے پاس بصورت طواف گزارے یہ طواف "طواف وداع" ہے۔ حائضہ عورت پر طواف وداع نہیں وہ طواف وداع کیے بغیر ہی مکہ مکرمہ سے روانہ ہوجائے جیسا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أُمِرَ النَّاسُ أَنْ يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ ، إِلَّا أَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الْمَرْأَةِ الْحَائِضِ"

"اپنے وطن لوٹنے سے پہلے مکہ مکرمہ میں آخری وقت بیت اللہ کے پاس (بصورت طواف) گزارنا چاہیے البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حائضہ کو طواف وداع میں رخصت دی ہے۔"[8]

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"أن النبي صلى الله عليه وسلم رخص للحائض أن تصدر قبل أن تطوف بالبيت إذا كانت قد طافت في الإفاضة "

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حائضہ عورت کو مکہ سے نکلنے سے پہلے طواف ودع کرنے میں رخصت دی بشرطیکہ وہ طواف افاضہ کرچکی ہو۔"[9]

سیدنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے انھوں نے کہا:

" حَاضَتْ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ بَعْدَمَا أَفَاضَتْ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَذَكَرْتُ حِيضَتَهَا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَحَابِسَتُنَا هِيَ؟ " قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ، وَطَافَتْ بِالْبَيْتِ، ثُمَّ حَاضَتْ بَعْدَ الْإِفَاضَةِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " فَلْتَنْفِرْ "

"سیدہ صفیہ بنت حُیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا طواف افاضہ کے بعد حائضہ ہوگئیں۔ میں (عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تو ہمیں روک کے رکھے گی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے جب طواف افاضہ کرلیا تھا تب اس کا حیض شروع ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تو وہ چلے اور مکہ سے نکلے۔"[10]

قربانی کے احکام

قربانی کی مشروعیت پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "خالق کے لیے قربانی اس جان کے فدیے کے قائم ہے جو گناہوں کی وجہ سے تباہی کی مستحق ہو گئی تھی۔" اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ... ٣٤ ... سورة الحج

"اور ہر امت کے لیے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے ہیں تاکہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ نے انھیں دے رکھے ہیں:"[11]

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے نام پر جانور ذبح کرنا اور خون بہانا تمام شریعتوں میں مشروع عمل رہا ہے۔

قربانی کے جانوروں کی دو قسمیں ہیں :

ہدی

جو جانور جیسے اونٹ گائے وغیرہ حرم کی طرف لایا جائے اور وہیں ذبح کیا جائے اسے ہدی کہتے ہیں۔ اس کا نام ہدی اس لیے ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لیے قربان کیا جاتا ہے۔

اُضحیہ

اس جانور کو کہتے ہیں جو اللہ کے تقرب کے لیے عید کے روز اور ایام تشریق میں ذبح کیا جائے۔

سب سے افضل قربانی اونٹ کی قربانی ہے پھر گائے کی بشرطیکہ اکیلے شخص کی طرف سے ہو کیونکہ یہ جانور قیمت کے لحاظ سے مہنگے ہوتے ہیں نیز ان میں فقراء مساکین کا فائدہ بھی زیادہ ہوتا ہے اونٹ، گائے، کے بعد بکرے ینڈھے یا دنبے کا درجہ ہے۔

پھر ہر جنس میں سے جو جانور خوب موٹا تازہ ہو اور زیادہ قیمتی ہو وہ افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

ذٰلِکَ وَمَن يُعَظِّم شَعـٰئِرَ اللَّهِ فَإِنَّها مِن تَقوَى القُلوبِ ٣٢ ... سورة الحج

"اور جو شخص اللہ کی (عظمت کی) نشانیوں کی تعظیم کرے تو بلاشبہ یہ دلوں کی پرہیزگاری کی وجہ سے ہے۔" [12]

دنبہ یا ینڈھا جذع یعنی چھ ماہ کا ہو جائے تو اس کی قربانی جائز ہے (جمہور کے نزدیک "جذع "ایک سال کے دنبے یا ینڈھے کو کہتے ہیں) البتہ اونٹ گائے، بکری کا دو دانتا ہونا ضروری ہے۔ واضح رہے اونٹ چھٹے سال میں گائے تیسرے سال میں اور بکری بھیڑ، دنبہ دوسرے سال میں داخل ہو جائے تو عموماً دو دانتا ہو جاتا ہے۔

حج میں بطور ہدی بکرا یا ینڈھا صرف ایک شخص کی طرف سے قربان کیا جا سکتا ہے جبکہ عید الاضحیٰ میں ایک شخص اور اس کے اہل و عیال کی طرف سے کافی ہوتا ہے البتہ اونٹ اور گائے کی قربانی میں سات افراد شریک ہو سکتے ہیں چنانچہ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

"أَن نَشتَرِكَ فِي الإِبِلِ وَالبَقَرِ كُلُّ سَبعَةٍ مِنّا فِي بَدَنَةٍ"

"(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) ہمیں حکم دیا کہ ہم اونٹ اور گائے کی قربانی میں سات سات افراد شریک ہو جائیں۔" [13]

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک شخص اپنے اور اپنے اہل و عیال کی طرف سے ایک بکری ذبح کرتا جو سارے گھر والے کھاتے اور دوسروں کو کھلاتے تھے۔ [14]

واضح رہے اونٹ یا گائے میں ساتویں حصے کی نسبت ایک بکری یا بکرے کی قربانی افضل ہے۔

قربانی کے جانور کا صحیح و سلامت اور تندرست ہونا ضروری ہے یعنی وہ کمزور، کانا، اندھا، بیمار، لنگڑا اور زیادہ بوڑھا نہ ہو۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"أَرْبَعٌ لَا تَجُوزُ فِي الضَّحَايَا : الْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا، وَالْمَرِيضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ضَلَعُهَا وَالْكَسِيرُ الَّتِي لَا تُنْقِي"

"چار قسم کے جانور کی قربانی جائز نہیں جو نمایاں طور پر کانا، مریض، لنگڑا اور ٹانگ ٹوٹا ہوا بغیر گودے والا ہو۔ "[15]

جانور کی قربانی کرنے کا وقت نماز عید ادا کرنے کے بعد سے لے کر تیرہ ذوالحجہ کو غروب آفتاب تک ہے اور یہی قول صحیح ہے۔

حج تمتع یا حج قران کی قربانی ہو یا عید الاضحیٰ کا موقع اس میں مستحب یہ ہے کہ اس گوشت کے تین حصے کیے جائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

"فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا"

"پس تم آپ بھی کھاؤ اور (بھوکے فقیروں کو بھی) کھلاؤ۔ "[16]

البتہ حج کے موقع پر کسی واجب کے ترک یا کسی ممنوع کام کے کرنے پر کفارے کی قربانی کے گوشت سے خود کچھ نہ کھائے۔

جو شخص قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ ذوالحجہ کا چاند نظر آنے سے لے کر جانور ذبح کرنے تک اپنے جسم کے بال اور ناخن نہ کاٹے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

"من كان له ذِبح يذبحه فإذا أهل هلال ذي الحجة فلا يأخذنَّ من شعره ومن أظفاره شيئاً حتى يضحي"

"جس کے پاس قربانی کا جانور ہو۔جسے وہ ذبح کرنا چاہتا ہو۔ جب ذوالحجہ کا چاند نظر آجائے تو وہ اپنے بال اور ناخن قربانی دینے تک نہ کٹوائے۔ "[17]

اگر کسی نے قربانی کا جانور ذبح کرنے سے پہلے کچھ بال یا ناخن کاٹ لیے تو وہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اس پر کوئی فدیہ نہیں۔

عقیقہ کے مسائل

عقیقہ کرنا حقوق اولاد میں سے والد کے ذمے ایک حق ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے تقرب کی خاطر ایک جانور (بکرا یا چھترا) ذبح کرنا ہوتا ہے۔

عقیقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں کا عقیقہ کیا تھا جیسا کہ سنن ابوداؤد میں ہے۔

"أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - عق عن الحسن والحسين - رضي الله عنهما - كبشا كبشا   في رواية النسائي «كبشين كبشين"

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیقہ ایک ایک مینڈھا ذبح کر کے کیا۔ "[18]سنن نسائی میں ہے "آپ نے دو دو مینڈھے ذبح کیے۔ "[19]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین اور ان کے بعد تابعین اپنی اولاد (کی طرف سے) کے عقیقے کرتے آئے ہیں۔

بعض اہل علم عقیقے کو واجب قرار دیتے ہیں ان حضرات کی دلیل سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"كل غلام مرتهن بعقيقته"

"ہر بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ گروی ہے۔"[20]

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ وہ بچہ اپنے والدین کے حق میں سفارش کرنے کا اہل نہ ہو گا جب تک اس کا عقیقہ نہیں کیا جاتا۔"[21]

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "بچے کا عقیقہ اس کے حسن اخلاق اور اعلیٰ عادات کا سبب ہے۔"

صحیح اور درست بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ عقیقہ سنت مؤکدہ ہے۔ عقیقے میں جانور ذبح کرنا اس کی قیمت کے صدقہ کرنے سے افضل ہے کیونکہ جانور ذبح کرنے میں اللہ تعالیٰ کے تقرب کا حصول ہے فقراء پر صدقہ ہے اور نومولود بچے کا فدیہ ہے۔

لڑکے کے عقیقے میں دو بکریاں ذبح کی جائیں جو عمر و شکل میں دونوں ایک جیسی ہوں لڑکی کے عقیقے میں ایک بکری ذبح کی جائے۔ سیدہ اُم کرز کعبیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا:

"عن الغلام شاتان مكافئتان وعن الجارية شاة"

"لڑکے کی طرف سے عقیقے میں دو بکریاں ذبح کی جائیں جو دونوں ایک جیسی ہوں لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کی جائے۔[22]

لڑکے اور لڑکی کے عقیقے کی مقدار میں جو فرق ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ بہت سے احکام شرعیہ میں لڑکی لڑکے سے نصف درجہ اور حیثیت رکھتی ہے نیز لڑکا والد کے لیے ایک کامل نعمت ہے اور اس سے والد کو خوشی و مسرت زیادہ حاصل ہوتی ہے اسی لیے اس کا شکر بھی زیادہ ادا کرنا چاہیے۔

عقیقے کے لیے افضل اور مسنون وقت بچے کی ولادت کا ساتواں دن ہے البتہ اگر ساتویں دن سے پہلے یا بعد میں بھی عقیقہ ہوا تو بھی جائز ہے۔

ساتویں روز ہی بچے کا نام رکھنا افضل ہے چنانچہ سنن وغیرہ میں روایت ہے۔

"تُذبَحُ عَنهُ يَومَ سَابِعِهِ وَيُسَمّى"

"ساتویں روز بچے کا عقیقہ کیا جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔"[23]

اگر بچے کی ولادت کے دن ہی اس کا نام رکھ دیا جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں بلکہ بعض حضرات کے نزدیک ایسا کرنا بہتر ہے۔

نام اچھا رکھنا چاہیے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"إِنكُم تُدعَونَ يَومَ القِيَامَةِ بِأَسمَائِكُم وَأَسمَاءِ آبَائِكُم فَأَحسِنُوا أَسمَاءَكُم"

"تم (قیامت کے روز) اپنے باپ کے نام کے ساتھ پکارے اور بلائے جاؤ گے لہٰذا اپنے نام اچھے رکھو۔"[24]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اچھا نام پسند کرتے تھے اور جس نام میں غیر اللہ کی عبدیت ہوتی اسے حرام قرار دیتے تھے مثلاً: عبدالكعبہ، عبدالنبی، عبدالمسیح عبد علی، اور عبدالحسین وغیرہ۔

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : "اہل علم کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ہر وہ نام رکھنا حرام ہے جس میں غیر اللہ کی طرف عبدیت کی نسبت ہو مثلاً : عبد عمر، عبد الکعبہ وغیرہ اسی طرح غیر مناسب نام رکھنا بھی مکروہ ہے مثلاً : عاصی کلیب حنظلہ مرہ (کڑوا) حزن (غم سخت) اسی طرح اپنی اولاد کے وہ نام رکھنے جو برے اشخاص یا بری جگہوں کے ہوں مکروہ ہیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَائِكُمْ إِلَى اللَّهِ عَبْدُ اللَّهِ ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ"

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمھارے ناموں میں سے پسندیدہ نام "عبداللہ" اور "عبد الرحمٰن" ہیں۔"[25]

الغرض ہر مسلمان کے لائق ہے کہ وہ اپنے نومولود کا اچھا سا نام رکھے اور حرام و مکروہ قسم کے نام سے اجتناب کرے کیونکہ یہ والد کے ذمے اولاد کا حق ہے۔"[26]

عقیقہ میں وہی جانور کفایت کرتا ہے جو قربانی میں کفایت کرتا یعنی مناسب عمر ہو (دودانتا ہونا ضروری نہیں) اچھی خوبیوں سے آراستہ ہو عیب و مرض سے محفوظ ہو۔ جسمانی حالت خوب اور کامل ہو اور موٹا تازہ ہو۔ اس کا گوشت خود کھانا کسی کو ہدیہ دینا اور صدقہ کے طور پر دینا مستحب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ قربانی کے جانور کی طرح اس کے گوشت کے تین حصے کیے جائیں۔[27]

عقیقے کے بعض احکام عید الاضحیٰ کی قربانی سے مختلف ہیں۔ عقیقے کی قربانی میں شراکت جائز نہیں لہٰذا اونٹ یا گائے عقیقے میں کامل طور پر قربان کی جائے کیونکہ عقیقہ جان کا فدیہ ہے جس میں شراکت درست نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین میں سے کسی نے ایسا نہیں کیا۔[28]

والدین کو چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کی اچھی طرح تربیت کرنے اور انھیں محاسن واخلاق سے آراستہ کرنے میں دلچسپی لیں کیونکہ بچپن میں ایسی تربیت زیادہ کارگر اور موثر ہوتی ہے ورنہ بڑی عمر میں اس کی تلافی نہ ہوسکے گی آپ دیکھیں گے کہ بہت سے بچوں کے اخلاق و کردار کے بگاڑ کا سبب بچپن میں اس کی صحیح تربیت نہ کرنا ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔

وينشأ ناشئ الفتيان منا
على ما كان عوده أبوه

نوجوان اسی طریقے پر پروان چڑھتے ہیں جس طرح ان کے والد نے ان کی تربیت کی ہو۔

اولاد کو غلط لہو ولعب سے اور برے دوستوں کی مجالس سے دور رکھنا نہایت ضروری ہے۔ والدین اپنی اولاد کو گھر میں اچھا ماحول مہیا کریں کیونکہ بچے کے لیے گھر اس کا پہلا مدرسہ ہوتا ہے جس میں اس کے والدین اور دیگر اہل خانہ رہتے ہیں۔ بچوں میں شر اور خرابی پیدا کرنے والے اسباب کو گھروں سے دور ہی رکھنا چاہیے (مثلاً : مخرب اخلاق رسالے اور ڈائجسٹ فلمی گانوں اور فحش لطیفوں والی کیسٹیں ٹی وی، وی سی آر، ڈش، کیبل وغیرہ سے جن میں فحش لچر اور لادینی پروگرام پیش کیے جاتے ہیں۔)

علاوہ ازیں بچوں کی اس طرح تربیت کی جائے کہ ان کا دل ودماغ عبادات، اطاعت احترام دین اور قرآن وحدیث کی تعلیم کی طرف مائل ہو جائے کیونکہ یہ چیزیں دنیا و آخرت کی سعادت کا باعث ہیں۔

الغرض ایک والد اور سرپرست پر لازم ہے کہ وہ اپنی اولاد کے لیے ان کے اخلاق ومعاملات اور عادات کے سنوارنے میں خود اچھا نمونہ بنے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے اعمال کی توفیق دے جو اسے محبوب اور پسند ہوں۔ آمین۔

---

[1]۔ صحیح البخاری الحج باب سقایۃ الحاج حدیث 1634۔ وسنن ابن ماجہ المناسک باب البیتوتہ بمکہ لیالی منی حدیث 3066۔

[2]۔ صحیح البخاری الحج باب رمی الجمار قبل حدیث 1746۔ معلقاً و صحیح مسلم الحج باب بیان وقت استحباب الرمی بعد حدیث 1299۔

[3]۔ صحیح البخاری الحج باب رمی الجمار حدیث 1746۔

[4]۔ صحیح مسلم الحج باب استحباب رمی جمرہ العقیقہ یوم النحر راکبا حدیث 1297۔

[5]۔ صحیح البخاری الحج باب اذا رمی جمرتین یقوم مستقبل القبلہ و یسہل و باب الدعاء عند الجمرتین حدیث 1751۔1751۔ و صحیح مسلم الحج باب رمی جمرۃ العقبہ من بطن الوادی حدیث 1296 و زاد المعاد 2/285۔

[6]۔ زاد المعاد: 2/286۔

[7]۔ البقرۃ: 2/203۔

[8]۔ صحیح البخاری الحج باب طواف الوداع حدیث 1755۔ و صحیح مسلم الحج باب وجوب طواف الوداع و سقوطا عن الحائض حدیث 1328۔

[9]۔ مسند احمد 1/370۔

[10]۔ صحیح الابخاری باب الادلاج من المحصب حدیث: 1771 و صحیح مسلم الحج باب وجوب طواف الوداع و سقوطا عن الحائض حدیث (382) 1211 واللفظ لہ

[11]۔ الحج 22۔34۔

[12]۔ الحج 22۔32۔

[13]۔ صحیح مسلم الحج باب بیان وجوہ الاحرام حدیث 1213۔ ومسند احمد 3/292۔293۔

[14]۔ جامع الترمذی الاضاحی باب ماجاء ان الشاۃ الواحدۃ تجزی عن اھل البیت حدیث 1505۔ وسنن ابن ماجہ الاضاحی باب من ضحی بشاۃ عن اھلہ حدیث 3147۔

[15]۔ سنن ابن داؤد الضحایا باب یکرہ من الضحایا حدیث: 2802۔ وسنن النسائی الضحایا باب ما نھی عنہ من الاضاحی حدیث 4374۔

[16]۔ الحج 22۔28۔ آیت سے قربانی کے گوشت کے تین حصے بنانے کا استدلال محل نظر ہے۔ (صارم)

[17]۔ صحیح مسلم الاضاحی باب نہی من دخل علیہ عشر ذی الحجہ حدیث (42) 1977۔

[18]۔ سنن ابی داود الضحایا باب فی العقیقہ حدیث 2841۔

[19]۔ سنن النسائی العقیقہ باب کم یعق عن الجاریہ حدیث 4224 اور یہی راجح ہے دیگر صحیح احادیث کے بھی موافق ہے۔ دیکھیے ارواء الغلیل 4/379۔ (ع۔د)

[20]۔ سنن ابن ماجہ الذبائح باب العقیقہ حدیث 3165۔

[21]۔ زادالمعاد 2/326۔

[22]۔ سنن ابی داود الضحایا باب فی العقیقہ حدیث 2836۔ وجامع الترمذی الاضاحی باب الاذان فی اذن المولود حدیث 1516۔ وسنن ابن ماجہ الذبائح باب العقیقہ حدیث 3162 واللفظ لہ۔

[23]۔ وجامع الترمذی الاضاحی باب العقیقہ حدیث 1522۔

[24]۔ ضعیف سنن ابی داؤد الادب باب فی تغیر الاسماء حدیث 4946 وسلسلہ الاحادیث الضعیفہ حدیث 5460۔

[25]۔ صحیح مسلم الادب باب النھی عن التکنی بابی القاسم حدیث 2132۔

[26] ۔ بچوں کے نام رکھنے سے متعلق مکمل راہنمائی کے لیے کتاب "پیارے نام" کا مطالعہ فرمائیں نیز "اسلامی ناموں کی ڈکشنری طبع دارالسلام کا مطالعہ فرمائیں۔ (ادارہ)

[27] ۔ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے متعلق کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ (صارم)

[28]۔ عقیقے میں اونٹ گائے کا ذبح کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ حدیث شریف میں صرف شاۃ کا ذکر ہے جس کا اطلاق بکری بکرے مینڈھے یا دنبے وغیرہ پر ہوتا ہے (صارم)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

قرآن وحدیث کی روشنی میں فقہی احکام ومسائل

حج کے مسائل: جلد 01: صفحہ 368